



پاکستان میں شرعی قوانین کا نفاذ

جلسہ ڈاکٹر تنزیل الرحمن

اسلام صرف ایسے مذہب کا نام نہیں، جس میں اس کے پیروکاروں کے لئے چند رسوم مقرر ہوں، بلکہ یہ انسانی کردار اور افعال کا مکمل مجموعہ ہے جس پر اسلامی عقیدہ حاوی ہے۔ اسلام کے پوری کائنات کے بارے میں اپنے جداگانہ نظریات ہیں۔ یہ کائنات میں انسان کا مقام و مرتبہ نیز اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کا تعین کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام انسانی سرگرمیوں کے لئے ایک واضح دائرہ عمل پیش کرتا ہے، جو انسانی زندگی کے انفرادی اجتماعی سارے گوشوں پر محیط ہے، جس کی واحد بنیاد و اساس اللہ کی کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں۔ گویا اسلام کا اپنا نظریہ ہے جو اپنی اساس و وسعت کی بنا، پر دنیا کے دیگر جہد مذاہب اور نظام انسانی حیات سے ممتاز و منفرد ہے۔ یہ انسانی سرگرمی کے پورے میدان کو گھیرے ہوئے ہے، اور مرد و زن دونوں کو اپنے اپنے افعال کے لئے اللہ کے رو برو جواب دہ ٹھہراتا ہے۔

اسلامی نظریہ کو اختصار کے ساتھ بیان کریں تو وہ حسب ذیل امور کا مرکب ہے۔

- ۱۔ پوری کائنات پر اللہ تعالیٰ کا اقتدار اعلیٰ اور حاکمیت مطلق۔
- ب۔ اللہ کی حاکمیت کے سامنے انسان کی مکمل اطاعت اور عبودیت۔
- ج۔ عقائد و اعمال کا ایک مکمل مجموعہ جس پر اللہ کی حاکمیت کے تحت عمل کیا جاتا ہے۔
- ۵۔ اخروی زندگی اور یوم قیامت پر یقین جس دن اللہ کے فرمانبردار بندوں کو اجر و ثواب ملے گا اور انہیں سزا ملے گی جو اس کی حاکمیت کے منکر یا اس کی مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اس طرح تمام انسان اپنے جملہ افعال، اعمال اور سرگرمیوں کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ قرار پاتے ہیں۔

اسلام اپنے آپ کو بڑے بڑے اصولوں کی تبلیغ تک محدود نہیں رکھتا، بلکہ ایسے نظام اور نظم و ضبط کی تشکیل ضروری سمجھتا ہے جس میں ان اصولوں کو انفرادی و اجتماعی زندگی کے جملہ معاشرتی اقتصادی اور سیاسی گوشوں میں سمجھایا جاسکے۔ اسلامی نظریہ قانونی مساوات اور انسانیت کے لئے معاشرتی انصاف کا داعی ہے۔ یہ ہر قسم کے معاشی استحصال کا خاتمہ اور معاشرتی انصاف کی بحالی کا علمبردار ہے۔

ایک اسلامی ریاست کے طور پر پاکستان کا قیام اس غرض سے عمل میں آیا تھا کہ اسلامی نظریہ کو عملی شکل دی جاسکے۔ پاکستان کے برسوں سا تیر میں جمہوریت تیب ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء میں نافذ کئے گئے ہیں۔ یہ ضمانت دی گئی کہ ملک میں اسلامی قانون نافذ کیا جائے گا اور اس قسم کے اقدامات کئے جائیں گے، جو لوگوں کی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے میں معاون ثابت ہوں۔ افسوس ہے کہ یہ مقصدیں اعلانات اور آئینی یقین دہانیاں کبھی پوری نہ کی گئیں۔ اس کے برعکس، ۱۹۷۱ء کے عام انتخابات کے بعد جب مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی، تو اس نے اپنے دستور کی روشنی میں سوشلزم کو اپنا منہبہ مقرر کر دیا۔

حیب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو پاکستانی افواج نے اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو برطرف کر دیا اور عثمان اتتار جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹو ٹیپنے ہاتھ میں لی، تو انہوں نے ملک میں نفاذ شریعت کے کام کو سب سے زیادہ اہمیت دی۔

چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹو ممبرہ صدر پاکستان نے اس سمت میں جو اقدامات کئے ہیں یا کئے جانے والے ہیں، ان میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

شرعی عدالتوں کا قیام

صدر مملکت نے اپنے اس اعلان پر عمل درآمد کئے لئے کہ ملک کے ایسے تمام قوانین کو جو قرآن و سنت کے خلاف ہیں اعلیٰ عدالتوں کے ذریعے منسوخ کر دیا جائے گا، ۲۰ دسمبر ۱۹۷۷ء کو اعلیٰ عدالتوں کے شرعی بنچوں کا حکم نافذ کیا جو ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے مؤثر ہوا۔ لاہور، پشاور، کراچی اور کوئٹہ کے مقامات پر ایک ایک شرعی بنچ اور

سپریم کورٹ (راوپنڈی) میں اپیلیشن سننے والا شرعی بیج قائم کیا گیا۔ ان بیجوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ موجودہ اور آئندہ قوانین کو بھی مستثنیات کے ساتھ، جو اسلامی احکام کے خلاف ہیں، کا عدم قرار دے سکیں۔ اس صدارتی فرمان کا مقصد شرعی بیجوں کو قطعی اور جامع اختیارات سماعت دینا تھا صرف اس حد تک کہ وہ موجودہ اور آئندہ قوانین کو بعض مستثنیات کے ساتھ اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کی صورت میں یہ فیصلہ بھی دے سکیں کہ وہ قانون کس حد تک شریعت کے منافی ہے۔ اور اسے کس طرح بہترین طریقے سے دوبارہ مدون کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ وہ قرآن و سنت کے متعلقہ اصولوں کے ساتھ جامع بھی ہو اور قابل عمل بھی، جسے نافذ کرنے کی حکومت پابند ہوگی۔ بعد ازاں ۲۶ مئی ۱۹۸۰ء کو چاروں شریعت بیجوں کی جگہ وفاقی شرعی عدالت (مقام اسلام آباد) قائم کی گئی۔ حال ہی میں مذکورہ عدالت کی تشکیل نو اس طرح کی گئی ہے اور یہ پانچ ججوں اور تین فقہ کے ماہر علماء پر مشتمل ہے۔

قوانین حدود

صدر پاکستان نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو پانچ قوانین حدود بھی نافذ کئے۔ جن کے ذریعے پاکستان کے ایسے تفریقی قوانین میں ترمیم کی گئی ہے جن کا تعلق لوگوں کی منقولہ جائیداد و معاشرے کے اخلاقی و معاشرتی نظام سے ہے تاکہ انہیں قرآن و سنت کے مطابق بنایا جاسکے۔ مذکورہ قوانین کے ذریعے چوری، ڈاکہ زنی، سرقہ، زنا کاری، تہذیب، شراب خوری، وغیرہ جرائم سے متعلق مردہ قوانین کو اسلامی قوانین سے بدل دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے نازل کردہ انتہائی احکام اور قرآن حکیم کی تباہی ہوتی مقررہ سزائیں جو سنت نبوی سے ثابت ہیں اور جن پر صحابہ کرام کا اجماع ہے نافذ ہو گئیں۔

۱۔ پس سرقہ کی صورت میں قید کی سزا یا جمانہ یا دونوں سزائیں جو موجودہ مجرمہ تفریقات پاکستان میں اس جرم کے لئے مقررہ ہیں۔ ان کی جگہ چور کا دایاں ہاتھ کلائی کے جوڑے کسی سرجن کے ہاتھوں تاکہ کم سے کم تکلیف ہو، اور زیادہ سے زیادہ احتیاط برتی جائے، کٹانے کی سزا رکھی گئی ہے بشرطیکہ مسروق منہ کی طرف سے ناش و اثر کرنے پر اور جوڑے سے متعلق مطلق بشرط

عدالت کے روبرو اقبال جرم یا کم از کم دو صادق القول گواہوں کی شہادت سے ثابت شدہ مکمل چھان بین اور جرح کے بعد نیز سماعت کرنے والی عدالت کے مکمل اطمینان کی حد تک پوری ہو جائیں۔ تاہم جیب مال مسروقہ مستثنیات میں سے ہو، مثلاً جنگلی گھاس مچھلی، پرندہ، کتا، سور، نر، آدرا، شیر، آلات موسیقی، بگھیا، زوالی اشیاء، خورد و نوش (ماسوائے جیکہ انہیں ریکٹ نہ لکھنے کا انتظام ہو) یا مال متروک میں چور کا حصہ ہو۔ بشرطیکہ مال مسروقہ کی مالیت اس کا حصہ منہا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو جائے، اگر وہ سرقہ مستوجب حد نہ ہوگا۔ یا جہاں تفرکی مطلوبہ بشرطہ متعلق بہ مال مسروقہ کا نصاب یا گواہوں کی تعداد پوری نہ ہو، یا چور مسروقہ منہ کے دعویٰ دائر کرنے سے پہلے اس کا مال واپس کر دے تو عدالت حد کی سزا نہیں دے گی۔ بعض دوسری صورتوں میں قطع حد کی سزا نہیں دی جائے گی۔ مثلاً جبکہ چور مالک کے اسلاف یا اخلاف میں سے ہو، یا مالک کی بیوی یا شوہر ہو، یا جب جہان میزبان کے گھر میں چوری کئے یا جیکہ مالک نے ملازم کے گھر میں جہاں اسے آنے جانے کی اجازت ہو، چوری کا ارتکاب کیا ہو، یا جب قرض خواہ مفروض کا مال چور سے بشرطیکہ مال کی قیمت قرض خواہ کی رقم منہا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو۔ جبکہ مجرم حکیتہ بائیں انگوٹھے سے محروم ہو یا بائیں ہاتھ یا دائیں پاؤں کی کم از کم دو انگلیاں غائب ہوں۔ یا ان میں سے کوئی سرے سے ناقابل استعمال ہو۔

ب۔ سرقہ باہجیر کی صورت میں جبکہ ایک شخص یا زیادہ اشخاص کا گروپ ہتھیاروں سے لیس ہو کر یا کسی دوسرے طریقے سے طاقت کا مظاہرہ کرے تاکہ مالک کی رضا مندی کے بغیر کھلے عام ایسا مال چور کسی کے قبضے میں ہو اور جس کی چوری (سرقہ) موجب حد ہو، اس پر حملہ کرے یا بے جا پابندی کا سبب بنے، یا اسے قتل یا ضرب کی دھمکی دے وہ حد کی سزا کا مستحق ہوگا۔ یعنی اگر مجرم نصاب کی حد تک مال اٹھالے جائے، تو اس کا دایاں ہاتھ کلانی سے اور بائیں پاؤں ٹخنے سے کسی سرجن کے ہاتھوں کٹوایا جائے گا۔

اگر وہ سرقہ باہجیر کے دوران قتل کا ارتکاب کرے تو اسے موت کی سزا دی جائے گی اور ایسی سزا سماعت نہیں کی جائے گی۔ خواہ مقتول کے ورثہ قاتل کو معاف کر دیں۔

ج۔ مجموعہ قرضیات پاکستان کی دفعہ ۴۹، جس کا تعلق جرم زنا کاری کے مجرم کے لئے فراہم

کئے گئے بعض تحفظات سے ہے یہاں تک کہ اگر زنا کا ارتکاب خاوند کی رضامندی یا چشم پوشی کی صورت میں کیا جائے تو قانون کی نظر میں مجرم مطلقاً قابل مواخذہ نہیں۔ اس قانون کے تحت بیوی کو بھی اعانت جوڑم کے لئے قصور وار نہیں ٹھہرایا جاتا تھا۔ اسلامی قانون میں ایسے مستثنیات کی قطعاً گنجائش نہیں۔ زنا کے بارے میں اسلام کا رویہ انتہائی شدید ہے، خواہ اس کے مرتکب شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، کیونکہ وہ معاشرتی پاکیزگی کو خراب کرتے ہیں۔ اور انسانی معاشرے کے اس اخلاقی نظام کو درہم برہم کرنے میں جسے اسلام انسان کے تقدس و وقار کی غرض سے قائم رکھنا چاہتا ہے۔

”چنانچہ قرآن و سنت کی اصطلاح کے مطابق زنا کاری سے متعلق وفات کو اس طرح بدلی دیا گیا کہ زنا کاری کا مرتکب مرد و عورت ہر ایک کو سو کوڑے لگائے جائیں جبکہ وہ غیر شادی شدہ ہوں۔ اور اگر وہ شادی شدہ ہوں تو انہیں سنگسار کیا جائے گا۔ بہر حال نئے قانون میں جبر اور دباؤ کو ستر سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے جبکہ زانی اور زانیہ دونوں غیر شادی شدہ ہوں یا ان میں سے کوئی ایک غیر شادی شدہ ہو۔“

۵۔ شراب نوشی مجموعہ تعزیرات پاکستان کی رو سے کوئی جرم نہ تھی۔ تاہم ۱۹۷۷ء میں مسلمانوں کے لئے شراب نوشی اور شراب فروشہی ممنوع قرار دی گئی اور خلاف ورزی کرنے والے کے لئے چھ ماہ یا پانچ ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں رکھی گئیں۔ ان قانونی وفات میں ترمیم کے کہ حد کی سزا یعنی امتی (۸۰ کوڑے مقرر کی گئی جس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہے۔

تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ کوئی سزائے حد نافذ نہیں کی جائے گی، جب تک کہ وفاقی شرعی عدالت سے اس کی توثیق نہ کرائی جائے۔

مسلم فقہاء نے بیان کیا ہے کہ ایسے جرائم جن کے ارتکاب سے معاشرے پر دُور رس اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان جرائم میں بندے کا حق اللہ کے حق، اور معاشرے یا ریاست کے حق کے تابع ہو جاتا ہے۔ پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ انسانی معاشرے کی فلاح و تحفظ کے لئے اللہ کی مقرر کردہ حدود کو کس حد تک پامال کیا گیا ہے اور انسانی تقدیر کو کس حد تک مجروح کیا گیا ہے۔ اسلام میں حد

کی سزا ان اقدار کو مستحفظ رکھنے کے لئے رکھی گئی ہے، جن کی بقا انسانی معاشرہ کے وقار کے لئے ناگزیر ہے۔ اسلام کی مقرر کردہ جسمانی سزائیں سنگین جرائم کی روک تھام کے لئے تاریخ کے ہر دور میں انتہائی مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

آخری بات جو کسی لحاظ سے کم اہم نہیں یہ ہے کہ اسلامی سزائوں کا مقصد انسان کی دہانی پاکیزگی اور اخروی زحمتی کے لئے زور راہ فراہم کرنا ہے یہ بات دنیا کے کسی قانونی نظام میں نہیں پائی جاتی اسلامی قوانین فرجباری کے نفاذ کا یہ ایسا فائدہ ہے جس سے انسانیت کو اس دنیا میں حصول خیر کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

نظام زکوٰۃ و عشر کا نفاذ

معیشت کے میدان میں بھی کوششوں کا سلسلہ جاری ہے تاکہ اسلامی نظام معیشت کا ڈھانچہ تیار کیا جاسکے۔

صدر مملکت نے موجودہ معاشی نظام اور محاصل کے ڈھانچہ کو تبدیل کرنے کے سلسلے میں پہلے قدم کے طور پر زکوٰۃ و عشر کے نفاذ کا حکم جاری کیا، جو ۱۹۶۳ء کے دستور کا آرٹیکل ۳۱ میں شامل ہے، جس کی رو سے موجودہ قانون دولت ٹیکس، آمدنی ٹیکس اور قانون مالیاتی کی بعض دفعات مندرجات میں ترامیم کی گئی ہیں اور یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ متعلقہ اداروں کے ذریعے ادائیگی زکوٰۃ کی رقم تشخیص کنندگان کی آمدنی میں جائزہ مصرف کے طور پر وضع کی جائے گی۔ یہی صورت زکوٰۃ کی اغراض کے لئے ظاہر کی گئی دولت کی ہے۔ یعنی وہ دولت ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگی۔ اس حکم کے بموجب زکوٰۃ و عشر کے نفاذ کے لئے ایک حقیقت پسندانہ انداز فکر نیز زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے لئے ایک قابل عمل اسکیم فراہم کی گئی ہے۔

۲۰۔ جون ۱۹۸۰ء کو زکوٰۃ و عشر آرڈیننس کا نفاذ عمل میں آیا جس کے مطابق حکومت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ بیجوں کے بچت کھاتوں، وقتی ماتی کھاتوں، منجمد کھاتوں میں رکھی گئی امانتوں قومی سرمایہ کار کھادارہ پاکستان سرمایہ کاری کی کارپوریشن اور دیگر ایسی کمپنیوں میں لگانے گئے حصص پر جن کے حصہ داروں کی اکثریت مسلمان ہو، اور پراویڈنٹ فنڈ جی کے پالیسیوں اور

سالیانوں وغیرہ سے نفع ہی نہ رکھا اور وضع کر سکتی ہے۔ اس طرح گزشتہ دفع کی گئی ۸۳ کروڑ روپے کی رقم ۲۲۰۰۰ مقامی کمیٹیوں کے ذریعے معاشرے کے غریب و نادار لوگوں پر صرف کی گئی، تاہم بعض لوگوں نے حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے کے طریقہ کار پر اعتراض کیا۔ چنانچہ آرڈیننس کو پاکستانی معاشرہ کے تمام طبقات کے لئے قابل قبول بنانے کے لئے مناسب ترمیم کی گئیں۔

سود کا استیصال

اسلامی نظریاتی کونسل نے ماہرین معاشیات و بنکاری کے ایک پنل کے مشورے سے ملکی معیشت سے سود کے خاتمہ کے لئے ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی۔ حکومت نے کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کے سلسلے میں سنجیدگی سے اقدامات شروع کئے۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر کے لئے دینے جانے والے قرضوں کو یکم جولائی ۱۹۷۹ء سے بلا سود کر دیا گیا ہے۔ بہت سے مالیاتی اداروں مثلاً قومی ادارہ تائمن (این۔ آئی۔ ٹی) اور پاکستان سرمایہ کاری کارپوریشن نے بھی سودی کاروبار ترک کر کے نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر کام شروع کر دیا ہے۔ کونسل نے ملکی معیشت سے سود کے خاتمہ کے لئے تین مرحلوں پر مشتمل پروگرام کی سفارش کی۔

جہاں تک اس اقتصادی امداد کا تعلق ہے، جو پاکستان دوسرے ممالک اور مالیاتی اداروں سے قرض لیتا ہے اس کے متعلق کونسل نے سفارش کی کہ وقتی طور پر یہ کاروبار جاری رکھا جائے۔ تاہم اسلامی ممالک کے مابین تعاون کو وسیع کرنے کی کوششیں جاری رہنی چاہئیں تاکہ سرمایہ کی گردش نفع و نقصان میں شرکت اور دیگر غیر سودی بنیادوں پر جاری رہے۔ کونسل کو یقین ہے کہ اسلامی ممالک کے مابین بڑھتے ہوئے تعاون کے سرچش نظر کچھ بعید نہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قرض دینے والے دیگر ممالک اور بین الاقوامی مالیاتی ادارے شریع کے مطابق اصولوں کی بنیاد پر پاکستان کے ساتھ لین دین کرنے لگیں کونسل نے اپنی رپورٹ میں اس بات پر زور دیا کہ غیر ملکی امداد پر عموماً اور سود سے وابستہ غیر ملکی قرضوں پر سے خصوصاً انحصار کو کم کیا جائے۔

حکومت نے اپنی صواب دید سے یکم جنوری ۱۹۸۱ء سے پاکستان کے قومی بینکوں کی تمام شاخوں میں جن کی تعداد سات ہزار ہے سود سے پاک بنیادوں پر لین دین کے لئے علیحدہ کاؤنٹر کھول

دیشے میں اجن کا نہ صرف عوامی بلکہ کاروباری حلقوں میں بھی خاصا خیر مقدم کیا گیا ہے۔

اسلام کا اقتصادی نظام اپنی خصوصیات اور طریق کار کے لحاظ سے ایک بالکل منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ اس کا مقصد ہر قسم کی بے اعتدالی اور افراط و تفریط سے بچ کر تعمیری بنیادوں پر مدد و انصاف قائم کرنا ہے۔ یہ معاشرے سے استحصال اور انتفاع ناجائز کی ہر صورت کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اسلامی اصول و تعلیمات کی رو سے افراد کو ذاتی جائیداد اپنی نجی ملکیت میں رکھنے کا حق حاصل ہے لیکن وہ اپنے مننے والوں سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ ان کے قبضے میں اللہ کی دی ہوئی جو دولت ہے اسے لازق حقیقی کی امانت سمجھیں جس کے استعمال پر کچھ پابندیاں بھی عائد ہیں اس طرح اسلام افراد کی آزادی عمل کے مغربی تصور اور انشُرکیت کے خود ساختہ نظریہ مساوات کے درمیان ایک نہایت لطیف توازن قائم کرتا ہے۔ اسلام نفع و نقصان میں شرکت کے اقتصادی اصول اور فراہمی و تقسیم زکوٰۃ کے نظام کی بنیاد پر ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے، جو عوام کی فلاح و بہبود کا ضامن ہو۔

پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق ہم سب کی جانب سے شکر یہ کے مستحق ہیں جنہوں نے نظام زکوٰۃ اور سود سے پاک بنکاری کے سلسلے میں اولین اقدامات کئے، تاکہ پاکستان میں اسلامی اصولوں کی بنیاد پر ایک ایسا اقتصادی نظام رائج کیا جاسکے جو عوام کی اقتصادی فلاح معاشرتی سکون اور اخلاقی ترقی کا مقصد پورا کرتا ہو۔ اس وقت ساری دنیا تے اسلام کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں۔ وہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں قیام نظام اسلامی کے لئے جو کوششیں کی جا رہی ہیں ان کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر پاکستان میں ہماری کوششیں کامیاب ہوں تو اس پورے عالم اسلام میں اسلامی نظام کے قیام کی راہ سوار ہو جائے گی، لیکن یہ حقیقت ہم سب مسلمانوں کو اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اسلام دشمن طاقتیں خواہ وہ ہماری اپنی صفوں میں موجود ہوں یا باہر کی دنیا میں رہ کر کام کر رہی ہوں خصوصاً مغرب کے سرمایہ دار ہنماہرہ تو مسلمانوں کی اس عام بیداری کو پسند کرتے ہیں اور نہ ہی یہ چاہتے ہیں کہ مسلم ممالک میں زکوٰۃ عشر اور سود سے پاک بنکاری کا نظام کامیابی سے بحکما رہے۔ کیونکہ اس صورت میں ان کا سود خوری پر مبنی اقتصادی نظام دم توڑ دے گا جس کے ذریعے انہوں نے پوری دنیا کو اپنی اقتصادی غلامی کے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے

ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ امت مسلمہ بھی کس اس اقتصادی اور معاشرتی انقلاب کی بہت اور وسعت و عظمت کا صحیح معنوں میں ادراک نہیں کر سکی، جو اسلام کے پیش کردہ عدل اجتماعی کے اصولوں کی بنیاد پر قائم شدہ سو سے پاک اقتصادی نظام کے رواج کی صورت میں نافذ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام کی برائیوں سے پاک معیشت قائم کر کے معاشرے سے استعمال اور ظلم و جور کا خاتمہ کر سکیں۔ اور ملک میں زکوٰۃ و عشر صدقات اور غیر سودی و من حسنہ کے لین دین کا نظام رائج کر کے غربت و افلاس کی جڑیں کاٹ دیں گے۔

اسلامیہ یونیورسٹی کا قیام

صدر مملکت نے ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں شرعیہ فیکلٹی کا افتتاح فرمایا۔ جہاں طلبہ کو ایل۔ ایل۔ ایم کی سطح پر اسلامی شریعت کی تعلیم دینے کے لئے انتظامات کئے گئے۔ اس ادارے میں ایل۔ ایل۔ ایم (ماسٹرانڈ لڈ شریعت) کی ڈگری کے لئے طلبہ کی ایک منتخب و محدود جماعت کو داخلہ دیا گیا ہے۔ اس سے اسلامی تعلیمات خصوصاً فقہ کی تعلیم کو از سر نو مرتب کرنے کی راہیں ہموار ہونگی اور ہماری شرعی عدالتوں کو اہل اور دیانتدار رجال کا زیادہ سے زیادہ تعداد میں مہیا ہو سکیں گے۔ یہ فیکلٹی اب اسلامیہ یونیورسٹی میں منتقل ہو کر اس کا ایک حصہ بن چکی ہے جس کا قیام نومبر ۱۹۷۸ء میں عمل میں آیا۔ یہاں اس امر کا ذکر کرنا بے عمل نہ ہوگا کہ مملکت عربیہ سعودیہ کی شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی نے پہلے شرعیہ فیکلٹی اور اب اسلامیہ یونیورسٹی کے قیام میں پوری پوری تائید و اعانت کی ہے۔

لارگیشن

صدر مملکت کے حکم سے ملک میں چیف جسٹس آف پاکستان کے زیر صدارت ایک مستقل لارگیشن قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد ملک کے تمام موجودہ قوانین کا جائزہ لے کر حکومت کو ایسی سفارشات پیش کرنا ہے جن کے ذریعے رائج الوقت قوانین کو اسلام کے عدلیہ اجتماعی سے ہم آہنگ بنایا جاسکے۔ نیز اس ادارے کا مقصد حکومت کو ایسے ذرائع و وسائل کے بارے میں تجاویز پیش کرنا ہے جس سے کام نیک حصول انصاف کے طریقے کو آسان بنایا جاسکے۔ تاکہ ملک کے تمام باشندوں کو سچا انصاف کسی شکل

کے بغیر کم سے کم وقت میں میسر آسکے۔

چنانچہ کمیٹین نے مسئلے کے تمام پہلوؤں پر اچھی طرح غور و فکر کرنے کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں ایسے قوانین کو اولیت دی جانی چاہیے جن کا اثر معاشرے کے تمام افراد خصوصاً مسلمانوں پر براہ راست پڑتا ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش پر کمپین ہزار روپے تک کے دیوانی مقدمات پر کورٹ فیس لینے کا طریقہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔

بعض اور اقدامات

حکومت پاکستان نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش پر نفاذ شریعت اسلامیہ کے سلسلے میں بعض اور بھی ایسے اقدامات کئے ہیں جن سے معاشرے کی اصلاح میں دور رس نتائج رونما ہوں گے بطور مثال :-

- ۱۔ حکومت نے اسلام کی جانب سے اپنے اد پر ماڈرن شدہ ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے ہدایات جاری کیں کہ پڑھنے لکھنے میں نمازیں باقاعدگی اور پابندی سے ادا کی جائیں سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر اور تعلیمی اداروں کے اوقات کار میں نماز ظہر کی باجماعت ادا کی جائے نیز سرکاری تقریبات کے مواقع پر نماز پڑھنے کے لئے مناسب انتظامات کئے جائیں۔ اس کے علاوہ ملک کے تمام ہوائی اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں اور بس و ٹیکسٹونڈیز پر نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔
- ۲۔ حکومت نے احترام رمضان المبارک کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے مطابق یغزوری قرار دیا گیا کہ اس مبارک مہینے کا پورا تقدس برقرار رکھا جائے اور ہر اقدام سے پرہیز کیا جائے جس سے رمضان المبارک کا تقدس پامال ہوتا ہو۔
- ۳۔ حکومت نے ملک کے آئین میں ترمیم کر کے مسلم اور غیر مسلم کی نوعیت کا اضافہ کیا جس سے متعلق نئی دفعہ کا ترجمہ درج ذیل ہے :-

(۱) "مسلم" سے مراد ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اللہ کے سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے آخری اور قطعی ہونے پر کسی شرط و استثناء کے بغیر

مطلق طور پر یقین رکھتا ہو، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے متعلق جس نے کسی معنی میں یا کسی صورت میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا دعویٰ کرتا ہو نبی یا نبی مصلح ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو اور نہ اسے نبی یا نبی مصلح تسلیم کرتا ہو۔ (ب) ”غیر مسلم“ سے مراد ایسا شخص ہے جو مسلمان نہ ہو اس کی تعریف میں ہر ایسا شخص شامل ہے جو عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو یا جرتا دیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں) سے تعلق رکھتا ہو یا جو بہائی ہو، یا جو کسی شیڈڈ گروہ کا سٹس سے تعلق رکھتا ہے۔

۴۔ حکومت نے مجموعہ تعزیرات پاکستان اور مجموعہ ضابطہ فرجاری میں ترمیم کر کے ہر ایسی بات کو جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت، صحابہ کرام یا اسلامی شعائر کی اہانت کا پہلو نکلتا ہو، جرم قابل دست اندازی پولیس قرار دیا جس پر قید، جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

۵۔ حکومت نے ملک میں دو خوانہ بین یونیورسٹیوں کے قیام کی منظوری دی اس سلسلے میں سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں حکومت کے اس اقدام سے مخلوط نظام تعلیم کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

۶۔ حکومت نے تمام مسلمان طلباء کے لئے بی۔ اے کی سطح تک اسلامی تعلیم کو لازمی مضمون کا درجہ دینے کے علاوہ اسے مرکزی حکومت کی اعلیٰ ملازمتوں کے لئے مقابلے کے امتحان میں بھی لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا۔ اس کے علاوہ اسلامی تعلیم کو ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے پولیس کے تمام تربیتی اداروں میں بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ پیشہ دارانہ اور فنی تعلیم کے اداروں میں داخلے کے لئے بھی اسلامی تعلیم کو لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔

۷۔ دینی ادارے جو مدرس نظامی کے مطابق، طلباء کو اسلامی فقہ کی تعلیم دیتے ہیں ان کی جانب سے دی گئی سندوں کو تدریسی اور تحقیقی مقاصد کے لئے یونیورسٹیوں کی جاری کردہ ایم اے علوم اسلامیہ اور ایم اے عربی کی ڈگری کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔ نیز درس نظامی کے فاضل تحصیل طلباء کو اسلامیہ یونیورسٹی اسلام آباد کی ایل۔ ایل۔ ایم کلاسوں میں داخلے کا مستحق قرار دیا

گیا ہے۔

۸۔ مجسٹریٹوں اور مدلیہ کے ارکان کو اسلامی اصول فقہ اور اسلام کے نظام عدل گستری کی تربیت دینے کے لئے ضروری انتظامات کئے گئے ہیں۔ ان کے تربیتی کورس ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۱ء سے شروع ہو چکے ہیں۔

۹۔ عسکر احتساب کے قیام کا فیصلہ ہو چکا ہے امید ہے کہ محاسب اعلیٰ کا تقرر عنقریب عمل میں آجائے گا۔

۱۰۔ حکومت کی جاری کردہ تعمیراتی سیکھوں میں مکانات بنانے کے لئے پلاٹ کی وسعت محدود کر کے زیادہ سے زیادہ چھ سو مربع گز مقرر کر دی گئی۔ جب کہ غیر سرکاری تعمیراتی پروگراموں میں اپنے نجی مکانات کی زیادہ سے زیادہ حد ایک ہزار مربع گز مقرر کی گئی چھاس پابندی کا مقصد یہ ہے کہ محلات نما مکانات بنانے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

۱۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ سفارش بھی کی کہ سرکاری تقریبات میں قومی لباس اپنایا جائے جس کا پہلے سے حکومت تعین کر چکی ہے کونسل نے یہ محسوس کیا کہ سرکاری تقریبات میں سٹرکائے مجلس اب بھی بوج سوٹ (LOUNG SUIT) پہننے میں مناسب ہے کہ یہ اختیار دیا جائے۔ کونسل نے سرکاری دفاتر کے لئے قمیض، کرتا اور شلوار، پاجامہ بطور قومی لباس تجویز کیا ہے۔ البتہ موسمی اور علاقائی حالات کے پیش نظر صدی، شیروانی، سویٹر اور ٹوپی، بگڑی کا اضافہ کیا گیا۔ نیز سرکاری دفاتر میں ملازم خواتین ایسا لباس زیب تن کریں جو حجاب کے تمام تقاضوں کو پورا کرے۔

حکومت نے اس سفارش کو منظور کیا اور صدر مملکت نے اعلان کیا کہ یکم دسمبر ۱۹۸۱ء سے تمام سرکاری ملازمین قومی لباس پہنیں گے۔

اعلیٰ عدالتوں کا لباس اور خطاب کا طریقہ

صدر مملکت نے اپنے صدارتی حکم نمبر ۱۵ (۱۹۸۰ء) کے ذریعے یہ احکام جاری فرمائے، کہ پندرہویں صدی کی پہلی تاریخ سے اعلیٰ عدالتوں کا لباس اور خطاب کا طریقہ تبدیل کر دیا گیا ہے۔